# ”تذکرۂ مسرت افزا“ اور ذکرِ شاعرات

شمیم ظفر رانا *
Shamim Zafar Rana
ڈاکٹر محمد ارشد اویسی **
Dr. Muhammad Arshad Ovaisi

**Abstract:**

"Tazkra (Autobiographical Accounts, Memoir) is such a literary form which presents the autobiography of the poets as well as their poetry. It is the progressive form of Diary. The art of Tazkra writing in Urdu was borrowed from Persian. Basically the art of Tazkra writing was started in the reign of Mir Taqi Mir and Khawaja Mir Dard. To analyse the educational, literary, ethical and civilized atmosphere of any society in a better way, it is necessary to assess the conditions and thought patterns of half of its population (females). Historians and Tazkra writers have written the autobiography and poetry of the male poets diligently but the female poetesses are almsot neglected or given partially importance. Some Tazkra writers have given special coverage to these poetesses. Abu-al-Hassan Ameer-ud-Din Ahmad Amrullah Abadi is such a writer who wrote "Tazkara Musarrat Afza" in which he assessed some poetesses."

”تذکرہ مسرت افزا“ ابو الحسن امیر الدین احمد امر اللہ آبادی نے ۱۱۹۳ھ بمطابق ۱۷۷۱ء میں محض تیئیس برس کی عمر میں تحریر کیا۔ نظر ثانی اور اضافے کا سلسلہ ۱۱۹۵ھ تک جاری رہا۔ آغا افتخار حسین اپنی کتاب ”یورپ میں تحقیقی مطالعے“ کے صفحہ نمبر ۵۷ پر اس تذکرہ کے بارے میں گارسیں دتاسی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ”میرے پاس اس تذکرے کا خلاصہ ہے جو بلانڈ(Bland)مرحوم نے مجھے عنایت فرمایا اور جس کی بنیاد سر ڈبلیو۔ اوسلے(Sir W. Ouseley)کا وہ مخطوطہ ہے جو اب

---

☆ پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد
☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

آکسفرڈ میں موجود ہے۔۔۔۔ مصنف کو امر اللہ الہ آبادی بھی کہا جاتا تھا انھوں نے عظیم آباد پٹنہ میں سکونت اختیار کی۔ کلکتے بھی گئے۔۔۔۔ اس کے چند ایڈیشن لکھنؤ میں شائع ہوئے۔"(۱)

اس تذکرے کے دو مخطوطوں کا سراغ اب تک مل چکا ہے۔ ایک آکسفرڈ یونیورسٹی کتب خانے میں موجود ہے اور دوسرا خدا بخش لائبریری پٹنہ کی ملکیت ہے۔ تذکرہ کے بارے میں ڈاکٹر فرمان فتح پوری رقم طراز ہیں:

"آکسفرڈ کے نسخے میں دو سو چون (۲۵۴) شاعروں کا ذکر ہے۔ پٹنہ کے نسخے میں اگرچہ ترقیمہ نہیں ہے لیکن دو شاعروں کے نام غلام حسین خاں عباس اور میر محفوظ علی ہمدم کا اضافہ ہے۔"(۲)

تذکرہ فارسی زبان میں ہے۔ پروفیسر عطا الرحمٰن کاکوی نے پٹنہ کے نسخے کو سامنے رکھتے ہوئے اشعار کو حذف کر کے محض نثری متن کا اردو ترجمہ کیا لیکن نسخۂ آکسفرڈ کے مترجم ڈاکٹر مجیب قریشی نے پوری تصنیف کو اردو میں ڈھال کر ایک بسیط مقدمے کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس کا ایک نسخہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور کی ملکیت ہے جو اس وقت راقمہ کے پیشِ نظر ہے۔ سرِ ورق پر تذکرے اور مصنف کے نام کے بعد "مترجم۔ ڈاکٹر مجیب قریشی، علم مجلسی کتاب خانہ، ۱۱۷۲ کلاں محل دہلی ۱۹۶۸ء" تحریر ہے۔(۳) صاحبِ تذکرہ نے شعرا کا تعارف قدرے تفصیل سے کیا ہے اور بعد کے کئی تذکرہ نگاروں مثلاً مصحفیؔ اور محسن لکھنوی نے اس سے استفادہ کیا ہے۔

ڈاکٹر مجیب قریشی کے خیال میں "تذکرۂ مسرت افزا" کے مصنف نے تذکرۂ میر حسن، تذکرۂ فتح علی حسینی، سرو آزاد مولفہ آزاد بلگرامی اور "مجمع النفائس" از سراج الدین آرزوؔ کو پیش نظر رکھا ہے لیکن تذکرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے ہم عصر شعرا سے ملاقات اور ذاتی اثر و رسوخ کے استعمال سے بھی شعرا کے سوانح جاننے کی کوشش کی اور یوں بہت سی ایسی معلومات بہم پہنچائیں جو اس سے قبل معلوم نہ تھیں مثلاً شیخ احمد وارث کے "تذکرۂ ریختہ گویاں" کا سراغ اس کے سوا اور کہیں نہیں ملتا۔ نیز "سفینہ" نامی ایک قدیم بیاض کا بھی سراغ اس تذکرے سے لگتا ہے ۔۔۔۔ مسرت افزا سے یہ بھی سراغ ملا کہ رموز الشعرا یا تذکرۂ شورش کا ایک نام "یادگار دوستاں" بھی تھا۔

"مسرت افزا" کے دیباچے میں مصنف نے اس کے محرکات پر بات کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ ۱۱۹۲ء میں سفر کلکتہ کے دوران بہت سے شعرا سے ملاقات نے اس تذکرہ کو تحریر کرنے کی تحریک دی لیکن ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ "دراصل "نکات الشعرا" نے مصنف کو مسرت افزا کی تالیف پر اکسایا ہے۔" یہ رائے ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے بجا طور پر "مسرت افزا" میں ذکر میرؔ والے اقتباس سے اخذ کی ہے جس میں صاحبِ تذکرہ نے نکات الشعرا پر تنقید کرتے ہوئے واضح طور پر یہ اقرار کیا ہے:

> "اس میں انھوں نے عجیب طرح سے ریختہ گو شعرا کے کلام پر نکتہ چینی کی ہے جس کا بھی ذکر کیا ہے حقارت و بے دلی کے ساتھ کیا ہے اور ان کے بے رتبہ و ناپسندیدہ اشعار چُن چُن کر لکھے ہیں۔ سچ بات یہ ہے کہ "مسرت افزا" کی تالیف کا سبب یہی تذکرہ تھا۔ میں نے نکتہ چینیوں اور حاسدوں کے برخلاف ہر ایک کے صحیح حالات لکھے ہیں۔"(۴)

ان حقائق کی روشنی میں "مسرت افزا" کو سوانح، تاریخ اور تنقید کا ایک اہم حوالہ قرار دیا جاسکتا ہے:

> "مسرت افزا" میں اتر پردیش (یوپی) کے اضلاع مشرقی کے شعرا کا حال دوسرے تذکروں کے مقابلے میں زیادہ مل جاتا ہے۔"(۵)

بہت سے مرد شعرا کے ساتھ اس میں دو شاعرات کا بھی ذکر ملتا ہے۔ ایک گناؔ بیگم اور دو (۲) محمدیؔ بیگم۔

گناؔ بیگم کے بارے میں "مسرت افزا" میں جو تفصیلی تعریفی بیان رقم ہے اس کی تلخیص ملاحظہ ہو:

> "منت تخلص۔ نواب عمادالملک کی حرم خاص اور علی قلی خاں والہہ داغستانی کی صاحبزادی، اپنے زمانے میں حسن و ملاحت میں بے نظیر تھیں اور سخنوری و فصاحت میں بے مثال تھیں۔ ان کی خوب صورتی کی شہرت نے دنیا کے خوب رویوں کو غرقِ دریائے خجالت کر دیا تھا اور ان کی خوش گوئی کی شہرت نے خوش گویانِ زمانہ کو حیران بنا دیا تھا۔۔۔۔ ایک عالم اس ماہ لقا لیلیٰ کے دیکھنے کے شوق میں مجنوں کی طرح خود رفتہ تھا۔۔۔۔ لیکن تقدیر کے باغبان نے کسی احسان و منت کے بغیر اس تر و تازہ گلدستے کو نواب عماد الملک کی قسمت کے ہاتھوں میں دے دیا۔۔۔۔ الغرض سلیقۂ

شاعری میں مجلس نکتہ دانی کی زیب النسا تھیں اور شیوۂ حاضر جوابی میں نور جہان ثانی، طبیعت بہت موزوں تھی اور فکر بے حد دل چسپ اور پُر مضمون تھی۔ شروع میں منت تخلص تھا۔ جب یہ سنا کہ منت ایک اور شخص کا تخلص ہے۔ اس کی تاب نہ لا کر اس تخلص کو چھوڑ دیا۔ ان کے اشعار کے متعلق بہت اختلاف ہے۔ لوگ میر سوزؔ کے اشعار اکثر ان کے نام سے پڑھتے ہیں۔"(۶)

اس تعارف کے درمیان میں مصنف نے نواب شوہر کے ساتھ سفر کے دوران گنا بیگم کی ہلاکت کا واقعہ بھی بیان کیا ہے۔ "منتؔ" ترک کر کے کیا تخلص اختیار کیا؟ اس سلسلہ میں صاحب تذکرہ خاموش ہے جبکہ دیگر تذکروں میں گنا بیگم کے تخلص شوخؔ، نامؔ، منتظرؔ لکھے گئے ہیں۔ اکثر کتب میں 'شوخ' ہی تخلص ملتا ہے۔ کسی اور تذکرے میں ان کا تخلص 'منت' دکھائی نہیں دیا، البتہ 'بہارستان ناز' میں 'شوخؔ' کے استاد کا تخلص منت بتایا گیا ہے۔ حکیم رنج لکھتے ہیں:

"غرضیکہ حاضر جواب اور موزوں کلام تھی۔ میر قمر الدین منتؔ کے تلمیذوں میں سے نیک نام تھی۔"(۷)

"مسرت افزا" میں گنا بیگم کی فی البدیہہ شاعری کا ایک مشہور واقعہ یوں درج ہے:
"کہتے ہیں کہ ایک دن عماد الملک سو رہے تھے بیگم سرہانے آئیں۔ جب غافل دیکھا تو واپس چلیں۔ اچانک نواب بیدار ہو گئے اور فی البدیہہ یہ مصرع پڑھا:

آ کر ہماری لاش پہ کیا یار کر چلے

بیگم نے فی الفور کہا:

خوابِ عدم سے فتنے کو بیدار کر چلے"(۸)

گنا بیگم نے اس کے بعد اس غزل کو مکمل کیا۔ غزل کے مندرجہ ذیل اشعار اس تذکرہ کے علاوہ کہیں اور نہیں دکھائی دیے، حالانکہ دیگر تذکروں میں گنا کا کافی کلام ملتا ہے:

میرے دلِ حزیں کو جو افگار کر چلے
اے واہ وا میاں یہ بھلا پیار کر چلے
کیا سحر تھا نہ جانیے گلشن میں آن کر
بلبل کو گل کی شکل سے بیزار کر چلے
آباد رہیو پیرِ مغاں اب یہ میکدہ

ہم بھی لبوں کو یاں تر، اب اِک بار کر چلے
جاتے جو ہو بھرے ہوئے گر دو غبار سے
تعمیر کس کے دل کی یہ مسمار کر چلے(۹)

گنا کے مندرجہ ذیل اشعار بھی صرف "مسرت افزا" میں ملے ہیں:

اشک امڈا ہو تو پھر ضبط سے کم رکتا ہے
ناصحا اُٹھ مرے بالیں سے کہ دم رُکتا ہے(۱۰)

دُکھ دے چلے ہو مل کے مری جان واہ واہ
اچھی نکالی تم نے یہ پہچان واہ واہ
مت کر خیالِ دل تو رخ و زلف یار کا
دن اور رات جمع ہوں بارے کہاں کہاں
تم جو میرے پاس سے فی الفور اٹھ گئے
فرمایئے یہ آپ سدھارے کہاں کہاں
داغوں کا میرے سینے کے مت پوچھ کچھ شمار
گنواؤں تجھ کو عرش کے تارے کہاں کہاں
یہ ہوا اور ابرِ باراں سر پہ چھایا بے طرح
یار بن برسات آنکھوں نے دکھایا بے طرح(۱۱)

درج ذیل اشعار دیگر تذکروں میں کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ ہیں:

شب کو طلب میں تیری میاں ہم بھٹک بھٹک
جوں حلقہ سر کو رہ گئے سر کو پٹک پٹک
میری بھی مشتِ خاک کا ٹک پاس ہے ضرور
اے جامہ زیب چلیو نہ دامن جھٹک جھٹک

"تذکرۃ الخواتین" میں یہ اشعار اس طرح ہیں:

شب کو میاں طلب میں تری ہم بھٹک بھٹک
جوں حلقہ در پہ رہ گئے سر کو پٹک پٹک

میری بھی مشتِ خاک کا کچھ پا یہ ہے ضرور
اے جامہ زیب جائیو دامن جھٹک جھٹک(۱۲)

محمدی بیگم کا تعارف ان الفاظ میں کرواتے ہیں:

"شیخ ولی اللہ محب کہتے تھے کہ وہ ایک فاحشہ عورت تھی۔ نواب شجاع الدولہ بہادر کے لشکر میں اسمٰعیل خاں کے رسالے میں رہتی تھی۔ بدیہہ گو اور حاضر جواب تھیں۔۔۔۔ بہت دماغ دار اور کشیدہ مزاج تھی۔ آنے والوں کی طرف بہت کم توجہ کرتی تھی۔ ناز و ادا سے اپنے کو بے حد آراستہ رکھتی تھی اور عیاشی کے سلسلے میں خواص سے بہت بے التفاتی برتتی تھی۔ ایک دن میں اس کو دیکھنے گیا۔ ملاحت و نزاکت کی جس قدر تعریف مستی تھی۔ اس سے زیادہ پایا۔ سخن آرائی اور بدیہہ گوئی میں کسی کو اس کا مقابل نہیں سنا۔ ہندی و فارسی کے اساتذہ کے ہزار ہا شعر اس کو یاد تھے اور بر محل پڑھتی تھی۔۔۔۔"(۱۳)

محمدی کے تعارف کے بعد یہ بے وزن شعر نقل کیا گیا ہے:

اگر ترے لب کے مقابل ہو ، چبا جاؤں
تری آنکھوں سے ہم چشمی کرے ، بادام کھا جاؤں

"تذکرۃ الخواتین" پہلا مصرع:

مقابل ہو ترے لب کے اگر مصری چبا جاؤں(۱۴)

اور "بہارستان ناز" میں:

مقابل ہو اگر لب کے ترے مصری ، چبا جاؤں(۱۵)

کے ساتھ یہ شعر گنا بیگم (شوخؔ) سے منسوب کیا گیا ہے۔ جبکہ صاحبِ تذکرہ نے محمدی بیگم کے حوالے سے لکھا ہے کہ "یہ بھی کہتی تھی کہ یہ میرا شعر ہے" اس جملے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف کو معلوم تھا کہ یہ شعر کسی اور شاعرہ کی تخلیق سمجھا جاتا ہے۔ بہر حال اس متنازعہ شعر کے بعد صرف ایک شعر محمدی بیگم کے نمونہ کلام میں نقل کیا گیا ہے اور شاعرہ کا دعویٰ بھی پیش کیا گیا ہے:

"قفس میں مر گئی بلبل ترستی
نہ دیکھی ہائے پھر گلشن کی بستی

یہ شعر لوگوں میں مقبول ہو گیا اور میری شہرت نہ ہونے کی وجہ سے کسی نے میرا نہ سمجھا۔ دوسروں سے اس کو منسوب کرتے ہیں۔ اپنے شعر دوسروں کے نام سے منسوب ہو جانے سے مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ محب کہتے تھے یہ دعویٰ کچھ اس سے بعید نہیں، ممکن ہے کہ اس کا ہو۔"(۱۶)

تذکرہ "مسرت افزاء" شاعروں خصوصاً شاعرات کے حوالے سے ایک اہم تذکرہ ہے جس سے بعد میں آنے والے کئی تذکرہ نگاروں نے استفادہ کیا۔

# حوالہ جات


۱۔ افتخار حسین، آغا، یورپ میں تحقیقی مطالعے، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۷ء، ص ۵۷

۲۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری، کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۹۸ء، ص ۱۷۵

۳۔ امر اللہ، امیر الدین احمد، مسرت افزا، مرتبہ: ڈاکٹر مجیب قریشی، دلی: علمی مجلس، ۱۹۶۸ء، ص سرورق

۴۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری، ص ۱۷۷

۵۔ عامر سہیل، نسیم عباس احمد، مرتبین: ادبی تاریخ نویسی، لاہور: پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی، ۲۰۱۰ء، ص ۲۹

۶۔ امر اللہ، امیر الدین احمد، مسرت افزا، ص ۳۷۔۲۳۵

۷۔ رنجؔ، فصیح الدین حکیم، بہارستان ناز، مرتبہ: خلیل الرحمٰن داؤدی، لاہور: مجلس ترقی ادب، مارچ ۱۹۶۵ء، ص ۱۵۴

۸۔ امر اللہ، امیر الدین احمد، مسرت افزا، ص ۲۳۸

۹۔ ایضاً، ص ۲۳۹

۱۰۔ ایضاً، ص ۲۳۷

۱۱۔ ایضاً، ص ۲۳۸

۱۲۔ آسی، عبدالباری، مولوی، تذکرۃ الخواتین، لکھنؤ: مطبع منشی نولکشور، ۱۹۲۷ء، ص ۹۹

۱۳۔ امر اللہ، امیر الدین احمد، مسرت افزا، ص ۲۴۰

۱۴۔ آسی، عبدالباری، مولوی، تذکرۃ الخواتین، ص ۹۹

۱۵۔ رنجؔ، فصیح الدین حکیم، بہارستان ناز، مرتبہ: خلیل الرحمٰن داؤدی، لاہور: مجلس ترقی ادب، مارچ ۱۹۶۵ء، ص ۱۵۵

۱۶۔ امر اللہ، امیر الدین احمد، مسرت افزا، ص ۲۴۰